حافظ زبیر علی زئی

توضیح الاحکام

کیا اہلِ حدیث نام صحیح ہے؟

سوال ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟ ہم مسلمین (مسلمان) کیوں نہیں ہیں؟ کیا کوئی صحابی اہلحدیث تھا؟ یا اس نے اپنا نام اہلحدیث رکھا ہو؟ دلائل سے واضح کریں ہم اہلحدیث کیوں ہیں؟ (جزاکم اللہ خیراً) یہ سوال ''جماعت المسلمین'' (فرقہ مسعودیہ) کی طرف سے ہے اور بخاری کی حدیث بھی پیش کی ہے کہ جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو۔

[ایک سائل، اسی طرح کا ایک سوال اُم خالد کامرہ کی طرف سے بھی آیا ہے۔]

جواب ''مسلمین''، مسلم کی جمع ہے اور بالا جماع مسلم مسلمان و مطیع و فرمان بردار کو کہتے ہیں۔ مسلمانوں کے بہت سے نام اور القاب ہیں۔ مثلاً مہاجرین، انصار، صحابہ، وتابعین وغیرہ، ایک صحیح حدیث میں آیا ہے:

((فادعوا بدعوى الله الذي سماكم المسلمين المؤمنين عبا د الله .))

پس پکارو، اللہ کی پکار کے ساتھ جس نے تمھارے نام مسلمین، مومنین (اور) عباد اللہ رکھے ہیں۔ [سنن ترمذی (۲۸۶۳) وقال: ''حسن صحیح غریب'' وصححہ ابن حبان (موارد ۱۲۲۲۔۱۵۵۰) والحاکم (۱/۱۱۷، ۱۱۸، ۲۳۶، ۴۲۱، ۴۲۲) ووافقہ الذہبی]

اس کی سند صحیح ہے۔ یحییٰ بن ابی کثیر نے سماع کی تصریح کردی ہے۔

موسیٰ بن خلف ابوخلف عن یحییٰ بن ابی کثیر الخ کی روایت میں آیا ہے:

((فادعوا المسلمين بأسمائهم بما سماهم الله عزوجل المسلمين المؤمنين عباد الله عزوجل.))

مسلمانوں کو ان کے ناموں مسلمین، مومنین (اور) عباد اللہ عزوجل سے پکارو جو کہ اللہ عزوجل نے ان کے نام رکھے ہیں۔

(مسند احمد ۴/۱۳۰ ح ۱۷۳۰۲ واللفظ لہ ۴/۲۰۲ ح ۱۷۹۵۳، وسندہ حسن)

اس روایت کی سند حسن لذاتہ ہے۔اس کا ایک راوی ابوخلف موسیٰ بن خلف ہے جو جمہور محدثین کے نزدیک موثق ہے لہٰذا صدوق حسن الحدیث ہے۔

مسند احمد (۵/۲۴۴ ح ۲۳۲۹۸) میں اس کا ایک صحیح شاہد یعنی تائید والی روایت بھی ہے لہٰذا روایتِ مذکورہ بالکل صحیح ہے۔ **والحمدلله.**

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مسلمانوں کے اور بھی نام ہیں لہٰذا بعض لوگوں کا یہ کہنا کہ ''ہمارا نام صرف ایک: مسلم'' ہے، غلط اور باطل ہے۔

صحیح مسلم کے مقدمے میں مشہور تابعی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کا قول لکھا ہوا ہے کہ

''فینظر إلٰی أهل السنة فیؤخذ حدیثهم''

پس اہل سنت کی طرف دیکھا جاتا تھا اور ان کی حدیث قبول کی جاتی تھی۔

(باب ۵ حدیث نمبر ۲۷ ترقیم دارالسلام)

اس قول کے راویوں اور امام مسلم کی رضامندی سے یہ قول موجود ہے۔ صحیح مسلم ہزاروں لاکھوں علماء نے پڑھی ہے مگر کسی نے اس قول پر اعتراض نہیں کیا کہ مسلمانوں کا نام اہل سنت غلط ہے۔ معلوم ہوا کہ اس پر مسلمانوں کا اجماع ہے کہ اہل سنت نام صحیح ہے۔

ایک صحیح حدیث میں آیا ہے کہ طائفۂ منصورہ ہمیشہ غالب رہے گا۔ اس کی تشریح میں امام بخاری فرماتے ہیں: **''یعني أهل الحدیث''**

یعنی اس سے مراد اہل الحدیث ہیں۔ (مسألۃ الاحتجاج بالشافعی للخطیب ص ۴۷ وسندہ صحیح)

امام بخاری کے استاد علی بن عبداللہ المدینی ایسی روایت کی تشریح میں فرماتے ہیں:

''هم أهل الحدیث'' وہ اہل الحدیث ہیں۔

(سنن الترمذی، ابواب الفتن باب ماجاء فی الائمۃ المضلین ح ۲۲۲۹ نسخہ عارضۃ الاحوذی: ۹/۴۷ وسندہ صحیح)

امام قتیبہ بن سعید نے فرمایا:

'' إِذا رأیت الرجل یحب أهل الحدیث ......فإنه علی السنة''إلخ

اگر تو کسی آدمی کو دیکھے کہ وہ اہل الحدیث سے محبت کرتا ہے تو (سمجھ لے کہ) وہ

شخص سنت پر (چل رہا) ہے۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۳۴ ح ۱۴۳ وسندہ صحیح)

احمد بن سنان الواسطی نے فرمایا:

" لیس فی الدنیا مبتدع إلاوھو یبغض أھل الحدیث "

دنیا میں کوئی بھی ایسا بدعتی نہیں ہے جو کہ اہل الحدیث سے بغض نہیں رکھتا۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۴ وسندہ صحیح)

امام احمد بن حنبل فرماتے ہیں:

"إن لم تکن ھٰذہ الطائفة المنصورۃ أصحاب الحدیث فلا أدري من ھم."

اگر اس طائفۂ منصورہ سے مراد اصحاب الحدیث نہیں ہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ (معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۲ وصححہ ابن حجر فی فتح الباری ۱۳/ ۲۵۰)

حفص بن غیاث نے اصحاب الحدیث کے بارے میں کہا:

"ھم خیر أھل الدنیا" یہ دنیا میں (سب سے) بہترین لوگ ہیں۔

(معرفۃ علوم الحدیث للحاکم ص ۳ وسندہ صحیح)

امام شافعی فرماتے ہیں:

" إِذا رأیت رجلاً من أصحاب الحدیث فکأني رأیت النبي ﷺ حیاً "

جب میں اصحاب الحدیث میں سے کسی شخص کو دیکھتا ہوں، تو گویا میں نبی ﷺ کو زندہ دیکھتا ہوں۔ (شرف اصحاب الحدیث للخطیب ص ۹۴ ح ۸۵ وسندہ صحیح)

المحدث الصدوق امام ابن قتیبہ الدینوری (متوفی ۲۷۶ھ) نے ایک کتاب لکھی ہے:

"تأویل مختلف الحدیث فی الرد علیٰ أعداء أھل الحدیث "

اس کتاب میں انھوں نے "اہل الحدیث" کے اعداء (دشمنوں) کا زبردست رد کیا ہے۔

یہ تمام اقوال محدثین کے درمیان بلا انکار و بلا اعتراض شائع و ذائع اور مشہور ہیں۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ "اہل الحدیث" نام کے جائز و صحیح ہونے پر ائمۂ مسلمین کا اجماع ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ امت مسلمہ گمراہی پر اجماع نہیں کرسکتی۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم : ((لا یجمع الله أمتي أوقال: هٰذه الأمة علی الضلالة أبداً ویدالله علی الجماعة))

اللہ میری امت کو ۔ یا فرمایا اس امت کو گمراہی پر کبھی جمع نہیں کرے گا اور اللہ کا ہاتھ جماعت (اجماع) پر ہے۔ (المستدرک ۱/۱۱۶ ح ۳۹۸، ۳۹۹ وسندہ صحیح)

ان چند دلائل مذکورہ سے معلوم ہوا کہ مسلمین کا صفاتی نام اور لقب اہل الحدیث واہل السنۃ بھی ہے اور یہی گروہ طائفۂ منصورہ ہے۔[تفصیلی دلائل آگے آ رہے ہیں۔]

اہل الحدیث کے دو ہی مفہوم ممکن ہیں:

① صحیح العقیدہ محدثین کرام

② صحیح العقیدہ عوام جو محدثین کے منہج پر ان کی اقتداء بادلیل کرتے ہیں۔

دیکھئے: مقدمۃ الفرقۃ الجدیدہ (ص ۱۹) و مجموع فتاویٰ ابن تیمیہ (۴/ ۹۵)

یہ بات ثابت شدہ ہے کہ طائفۂ منصورہ جنت میں جائے گا کیونکہ یہ اہل حق ہیں تو کیا صرف محدثین کرام ہی جنت میں جائیں گے اور ان کے عوام باہر دروازے پر ہی رہ جائیں گے؟

معلوم ہوا کہ طائفۂ منصورہ میں محدثین اور ان کے عوام دونوں ہی شامل ہیں۔

قرآن وحدیث کو اپنی عقل سے سمجھنے والے اور منکرِ اجماع مسعود احمد بی ایس سی تکفیری نے لکھا ہے:

''ہم بھی محدثین کو اہل الحدیث کہتے ہیں۔ زبیر صاحب کا مذکورہ بالا قول ہماری تائید ہے نہ کہ تردید۔'' (الجماعۃ القدیمہ بجواب الفرقۃ الجدیدہ ص ۵)

حدیث بیان کرنے والوں کو محدثین کہتے ہیں۔ یہ عوام المسلمین کو بھی معلوم ہے صحابہ وتابعین نے احادیث بیان کی ہیں لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابہ وتابعین سب محدثین (اہل الحدیث) تھے۔

مسعود صاحب پر ایک نئی ''وحی'' نازل ہوئی ہے، وہ متکبرانہ اعلان کرتے ہیں کہ

''محدثین تو گزر گئے اب تو وہ لوگ رہ گئے ہیں جو ان کی کتابوں سے نقل کرتے ہیں۔''

(الجماعۃ القدیمہ ص ۲۹)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے برادر محترم ڈاکٹر ابو جابر الدامانوی فرماتے ہیں:

’’گویا موصوف کے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح محمد رسول اللہ ﷺ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے اسی طرح محدثین کا سلسلہ بھی کسی خاص محدث پر ختم ہو چکا ہے اور اب قیامت تک کوئی محدث پیدا نہیں ہوگا اور اب جو بھی آئے گا وہ صرف ناقل ہی ہوگا۔ جس طرح لوگوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا۔ کسی نے بارہ کے بعد ائمہ کا سلسلہ ختم کر دیا۔ موصوف کا خیال ہوگا کہ اسی طرح محدثین کی آمد کا سلسلہ بھی اب ختم ہو چکا ہے لیکن اس سلسلہ میں انھوں نے کسی دلیل کا ذکر نہیں کیا، اقوال الرجال تو ویسے ہی موصوف کی نگاہ میں قابل التفات نہیں ہیں البتہ اپنے ہی قول کو انھوں نے اس سلسلہ میں حجت مانا ہے۔ حالانکہ جو لوگ بھی فن حدیث کے ساتھ شغف رکھتے ہیں ان کا شمار محدثین کے زمرے میں ہوتا ہے‘‘۔

(خلاصۃ الفرقۃ الجدیدہ ص ۵۵)

صحیح بخاری والی حدیث ’’**تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِيْنَ وَإِمَامَهُمْ**‘‘

جماعت المسلمین اور اس کے امام کو لازم پکڑو (۷۰۸۴)

اس حدیث پر امام بخاری کے لکھے ہوئے باب ’’**كيف الأمر إذا لم تكن جماعة**‘‘ کی تشریح میں حافظ ابنِ حجر فرماتے ہیں:

’’**والمعنى ما الذي يفعل المسلم في حال الإختلاف من قبل أن يقع الإجماع علىٰ خليفة**‘‘ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ ایک خلیفہ پر اجماع ہونے سے پہلے حالتِ اختلاف میں مسلمان کیا کرے؟ (فتح الباری ۱۳/۳۵ ح ۷۰۸۴)

عینی حنفی لکھتے ہیں:

’’**وحاصل معنى الترجمة أنه إذا وقع اختلاف ولم يكن خليفة فكيف يفعل المسلم من قبل أن يقع الإجتماع علىٰ خليفة**‘‘ اس باب کا خلاصہ یہ ہے کہ جب اختلاف ہو جائے اور خلیفہ نہ ہو تو خلیفہ پر اجماع سے پہلے مسلمان کیا کرے گا؟

(عمدۃ القاری ج ۲۴ ص ۱۹۳ کتاب الفتن)

’’**جماعة**‘‘ کی تشریح میں قسطلانی لکھتے ہیں:

’’**مجتمعون علىٰ خليفة**‘‘ ایک خلیفہ پر جمع ہونے والے۔ (ارشاد الساری ج ۱۰ ص ۱۸۳)

ابوالعباس احمد بن عمر بن ابراہیم القرطبی (متوفی ۶۵۶ھ) لکھتے ہیں:

''یعني: أنه متی اجتمع المسلمون علٰی إمام فلا یخرج علیه وإن جار کما تقدم وکما في الروایة الأخریٰ: فاسمع و أطع ، وعلٰی ھٰذا فتشھد مع أئمة الجور الصلوات والجماعات والجھاد والحج وتجتنب معاصیھم ولا یطاعنون فیھا''

یعنی: جب بھی تمام مسلمان کسی امام (خلیفہ) پر جمع ہو جائیں تو اس کے خلاف خروج نہیں کیا جائے گا اگرچہ وہ ظالم ہو، جیسا کہ گزر چکا ہے اور جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے: پس سنو اوراطاعت کرو (اگرچہ وہ تمھاری پیٹھ پر مارے) اس حدیث کی رُو سے نمازیں، جماعتیں، جہاد اور حج (وغیرہ) ظالم حکمرانوں کے ساتھ مل کر ادا کی جاتی ہیں۔ اُن کے گناہوں سے اجتناب کیا جاتا ہے اور ان پر طعن نہیں کیا جاتا۔ (المفہم لما اشکل من تلخیص کتاب مسلم ج ۴ ص ۵۷)

قرطبی مزید فرماتے ہیں:

'' فلو بایع أھل الحل والعقد لواحد موصوف بشروط الإمامة لا نعقدت له الخلافة وحرمت علٰی کل أحد المخالفة''

پس اگر (تمام) اہلِ حل وعقد امامت کے کسی مستحق کی بیعت کرلیں تو اس کی خلافت قائم ہو جاتی ہے اور ہر ایک پر اس کی مخالفت حرام ہو جاتی ہے۔ (المفہم ج ۴ ص ۵۷، ۵۸)

شارحینِ حدیث کی ان تشریحات سے معلوم ہوا کہ جماعت المسلمین اور ان کے امام سے مراد خلافت اور خلیفہ ہے۔ اس کی تائید اس سے بھی ہوتی ہے کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ سے دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((فإن لم تجد یومئذ خلیفة فاھرب حتی تموت)) إلخ

پس اگر تو اُس دن خلیفہ نہ پائے تو موت تک کے لئے بھاگ جا۔

(سنن ابی داود: ۴۲۴۷ وصحیح ابی عوانہ ۴/ ۴۷۶ وسندہ حسن، صخر بن بدر وثقہ ابن حبان وابوعوانہ وسبیع بن خالد وثقہ العجلی وابن حبان وللحدیث شواہد)

ایک اہم فائدہ: ابن بطال القرطبی (متوفی ۴۴۹ھ) نے کہا:

''فإذا لم يكن لهم إمام فافترق أهل الإسلام أحزاباً فواجب اعتزال تلك الفرق كلها''

پس جب ان لوگوں کا امام (خلیفہ) نہ ہو اور اہلِ اسلام حزبوں (پارٹیوں) میں بٹ جائیں تو ان تمام فرقوں سے دُور ہو جانا واجب (فرض) ہے۔ (شرح صحیح البخاری لابن بطال ۳۲/۱۰)

سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ اس حدیث سے دو قسم کے لوگوں نے فائدہ اُٹھانے کی کوشش کی ہے:

۱) وہ لوگ جنھوں نے ''جماعت المسلمین'' کے نام سے ایک کاغذی پارٹی (حزب) بنائی اور ایک عام آدمی اس کا امام بن گیا حالانکہ یہ پارٹی خلافتِ مسلمین نہیں ہے اور اس کا نام نہاد امام خلیفہ نہیں ہے۔

۲) وہ لوگ جنھوں نے ایک کاغذی خلیفہ بنایا جس کے پاس نہ فوج ہے اور نہ کوئی طاقت اس کاغذی خلیفہ کا ایک انچ زمین پر قبضہ نہیں ہے۔ اس خلیفہ نے کفار سے جہاد کیا نہ شرعی حدود کا نفاذ کیا، اسے خلیفہ کہنا خلافت کے ساتھ مذاق ہے۔

سورۂ بقرہ کی آیت: ۳۰ کی تشریح میں حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

''وقد استدل القرطبي وغيره بهٰذه الآية علىٰ وجوب نصب الخليفة ليفصل بين الناس فيما يختلفون فيه ويقطع تنازعهم وينتصر لمظلومهم من ظالمهم ويقيم الحدود ويزجر عن تعاطي الفواحش''

قرطبی وغیرہ نے اس آیت سے استدلال کیا ہے کہ خلیفہ قائم کرنا واجب ہے تا کہ لوگوں کے درمیان اختلافات میں فیصلہ کرے اور جھگڑے ختم کر دے۔ ظالم کے مقابلے میں مظلوم کی مدد کرے، حدود کا نفاذ کرے اور بے حیائی، فحاشی کے کاموں سے روکے۔ (تفسیر ابن کثیر ۲۰۴/۱)

قاضی ابویعلیٰ محمد بن الحسین الفراء اور قاضی علی بن محمد بن حبیب الماوردی نے بھی خلیفہ کے لئے جہاد، سیاست اور اقامتِ حدود کو شرط قرار دیا ہے۔ دیکھئے الاحکام السلطانیہ (ص ۲۲) والاحکام السلطانیہ للماوردی (ص ٦) اور ماہنامہ الحدیث: ۲۲ ص ۳۹

ملا علی قاری حنفی لکھتے ہیں: ''ولأن المسلمين لابدّ لهم من إمام يقوم بتنفيذ

أحكامهم و إقامة حدودهم وسدّ ثغورهم و تجهيز جيوشهم وأخذ صدقاتهم ... '' مسلمانوں کا ایسا امام (خلیفہ) ہونا ضروری ہے جو احکام نافذ کرے، حدود قائم کرے، سرحدوں کی حفاظت کرے، لشکر تیار کرے اور لوگوں سے صدقات (قوت کے ساتھ) وصول کرے۔ (شرح الفقہ الاکبر ص ۱۴۶)

علمائے کرام کی ان تشریحات کے سراسر خلاف ایک کاغذی خلیفہ بنانا جو اپنے گھر میں شرعی حدود قائم کرنے سے عاجز ہو اور اپنے گھر کی دیواروں کی حفاظت نہ کرسکتا ہو (وغیرہ) ان لوگوں کا کام ہے جو اُمتِ مسلمہ میں فرقہ پرستی اور باطل نظریات کو فروغ دینا چاہتے ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ((**من مات وليس له إمام مات ميتة جاهلية**)) جو شخص فوت ہو جائے اور اس کی گردن میں امام (خلیفہ) کی بیعت نہ ہو تو وہ جاہلیت کی موت مرتا ہے۔ اس کی تشریح میں امام احمد فرماتے ہیں: '' **تدري ما الإمام ؟ الذي يجتمع المسلمون عليه، كلهم يقول: هٰذا إمام ، فهٰذا معناه** ''
تجھے پتا ہے کہ (اس حدیث میں) امام کسے کہتے ہیں؟ جس پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہو جائے۔ ہر آدمی یہی کہے کہ یہ امام (خلیفہ) ہے ، یہ ہے اس حدیث کا معنی۔

(سوالات ابن ہانی ص ۱۸۵ فقرہ: ۲۰۱۱، السنۃ للخلال ص ۸۱ فقرہ: ۱۰، المسند من مسائل الامام احمد، ق:۱، بحوالہ الامامۃ العظمیٰ عند اہل السنۃ والجماعۃ ص ۲۱۷)

مختصر یہ کہ امام اور جماعت المسلمین والی احادیث سے استدلال کرتے ہوئے بعض الناس کا کاغذی جماعتیں اور کاغذی امیر بنانا بالکل غلط ہے اور سلف صالحین کے فہم کے سراسر خلاف ہے۔

بعض لوگ ''اہلِ حدیث'' نام سے بہت چڑتے ہیں اور عوام الناس میں یہ مشہور کرنے کی سعی نامراد کرتے ہیں کہ ''یہ نام فرقہ وارانہ ہے چونکہ ہم مسلمان ہیں لہٰذا ہمیں مسلمان ہی کہلانا چاہئے'' لہٰذا ہم نے اپنے اسلاف، محدثین اور ائمۂ کرام سے متعدد دلائل پیش کئے ہیں کہ اہلِ حدیث کہلانا نہ صرف جائز ہے بلکہ پسندیدہ بھی ہے اور یہی طائفۂ منصورہ ہے۔